اردن میں داخل ہونے سے پہلے اردن کا مختصر تعارف ہو جائے۔

یہ علاقہ انسانی تہذیب کے حوالے سے قدیم ترین علاقوں میں شمار ہوتا ہے۔ یہاں کم از کم دس ہزار سال پرانے آثار ملے ہیں جو انسانی آبادیوں کا پتہ دیتے ہیں۔ یہ علاقہ یونانیوں اور رومیوں کے زیر تسلط بھی رہا۔

جدید تاریخ کے حوالے سے پہلی جنگ عظیم تک یہ سلطنت عثمانیہ کا حصہ تھا اور امیر مکہ شریف بن علی اس کا حکمران تھا۔ اس کا تعلق ہاشمی خاندان سے تھا جو دسویں صدی عیسوی سے اس علاقہ پر حکومت کرتا آ رہا تھا۔ اس خاندان کا شجرہ نسب حضرت محمد ﷺ کے پردادا ہاشم بن عبد المناف سے ملتا ہے۔

پہلی جنگ عظیم کے موقعہ پر جب سلطنت عثمانیہ کو شکست کا سامنا ہوا تو شریف مکہ نے بغاوت کر دی اور انگریزوں کا ساتھ دیا۔ مگر کچھ معاملات پر ان سے اختلافات ہو گئے جس کی وجہ سے جب سعود خاندان نے مکہ پر حملہ کیا تو انگریز شریف مکہ کی مدد کو نہ آئے اور اسے شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

مگر انگریزوں نے اس کے دو بیٹوں کو دو مفتوحہ علاقوں کی بادشاہت سے نواز دیا۔ فیصل کو عراق کا بادشاہ بنا دیا اور عبداللہ کو موجودہ اردن کا۔ اس طرح ۱۹۲۲عیسوی میں ٹرانس جورڈن کی ریاست وجود میں آئی جو مکمل طور پر آزاد نہیں تھی۔ اسے ۱۹۴۶عیسوی میں ٹرانس جورڈن ہاشمی بادشاہت کا نام دیا گیا اور ۱۹۵۵عیسوی میں مکمل آزادی کے بعد اس کا نام جورڈن ہاشمی بادشاہت ہو گیا۔ اس کا موجودہ نام دریائے اردن کی وجہ سے ہے۔

۱۹۵۱عیسوی میں شاہ عبداللہ کے قتل کے بعد اس کا بیٹا طلال بادشاہ بنا مگر شیزوفرینیا (schizophrenia) کا مریض ہونے کی وجہ سے صرف تیرہ ماہ بعد اسے بادشاہت سے ہٹا کر موجودہ شاہ عبداللہ کے والد شاہ حسین کو سولہ سال کی عمر میں تخت پر بٹھا دیا گیا جس کا طویل اقتدار ۱۹۹۹ عیسوی میں اس کی موت پر اختتام پذیر ہوا۔ جدید اردن کی تعمیر و ترقی کا سہرا اسی کے سر ہے۔

۱۹۵۰عیسوی میں صاف پانی اور بجلی صرف ۱۰فیصد عوام کو میسر تھی اب ۹۹ فیصد کو یہ سہولیات میسر ہیں۔اردن کی معیشت کا شمار بالائی وسطی آمدنی والے ممالک میں ہوتا ہے اور اوسط عمر ۸۰ سال سے زائد ہے۔

اردن میں ہر سال ۸۰ لاکھ سیاح آتے ہیں جن سے ساڑھے تین ارب ڈالر کی آمدنی ہوتی ہے۔سیاحوں کی دلچسپی کا سب سے بڑا مرکز پیٹرا(Petra) کا شہر ہے جو پہاڑوں میں کھود کر بنایا گیا۔

اس کے علاوہ ام قیس اور جراش بھی مشہور قدیم مقامات ہیں۔

عمان اردن کا دارالخلافہ اور سب سے بڑا شہر ہے۔آبادی چالیس لاکھ ہے اور اس کا شمار دنیا کے قدیم ترین شہروں میں ہوتا ہے۔اس کی تاریخ ساڑھے نو ہزار سال پرانی ہے اور اس وقت سے یہ مسلسل آباد چلا آرہا ہے۔یہ پہاڑی علاقہ ہے اور اس کی آبادیاں انیس پہاڑوں پر پھیلی ہوئی ہیں۔

ایک گھنٹے تک تو بس عمان میں سے ہی گزرتی رہی۔ صاف ستھرا شہر۔ نہ انسانوں کا بہتا سمندر نہ فلک بوس عمارات۔ روزمرہ زندگی میں بھی ٹھہراؤ نظر آرہا تھا۔

عمان سے نکلے تو لق ودق صحرا شروع ہوگیا۔ کہیں کہیں آبادی نظر آجاتی تھی۔ یہ صاف ظاہر تھا کہ کئی عشروں تک اردن کو بڑھتی آبادی کے مسائل سے دوچار نہیں ہونا پڑے گا۔

اربد عمان سے شمال کی سمت ۷۰ کلومیٹر دور ہے اور یہ اردن کا دوسرا بڑا شہر ہے۔ آبادی گیارہ لاکھ کے قریب ہے۔ اس سے بیس کلومیٹر مزید شمال میں شام کی سرحد ہے۔ اسے یونیورسٹیوں اور کالجوں کا شہر بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں چار بڑی یونیورسٹیاں ہیں جن میں سب سے مشہور یرموک یونیورسٹی ہے جو میری منزل تھی۔

تقریباً دو گھنٹے کو سفر کے بعد ہم اربد پہنچے۔ یہ اردن کا تیسرا بڑا شہر ہے اس لئے حزب توقع خاصہ بڑا تھا۔

اربد میں داخلے کے بیس پچیس منٹ بعد بس ہمیں یونیورسٹی گیسٹ اپارٹمنٹس میں لے گئی۔ایک اپارٹمنٹ میں دولوگوں کوٹھہرنا تھا۔مگر مجھے اور چند اور لوگوں کو علیحدہ علیحدہ اپارٹمنٹ دیا گیا۔ ہراپارٹمنٹ میں بیڈروم کے علاوہ ڈرائنگ روم بھی تھا۔مگر یہاں بھی فون کا بندوبست نہیں تھا۔اتنا کہا گیا کہ یونیورسٹی کے باہر بازار ہے وہاں انٹرنیٹ یا فون ڈھونڈیں۔

میں سخت پریشانی میں تھا۔حلیہ خراب۔شیو بڑھی ہوئی۔بال بکھرے ہوئے۔جس سے پوچھوں اسے کچھ سمجھ نہ آئے۔حلیے کی وجہ سے گارڈ بھی زیادہ لفٹ نہیں کرار ہے تھے۔اس وقت میں نے اللہ سے مدد کی التجا کی۔دل چاہ رہا تھا کہ فوری طور پر واپس چلا جاؤں۔ہر چیز بری لگ رہی تھی اور عجیب وحشت کا عالم تھا۔بعداز خرابی بسیار ایک انٹرنیٹ کیفے نظر آیا۔وہاں سے اپنی بیٹی حنا کو ای میل کی۔سوچا کہ فون نہ آنے کی وجہ سے وہ ای میل ضرور چیک کرلے گی۔

کمرے میں واپس آیا۔وقتی اطمینان تو ہوا تھا مگر طبیعت کی بے چینی نہیں گئی۔تھکاوٹ اور نیند بھی انتہا درجہ کی تھی۔دوپہر کا وقت تھا اور بھوک بھی لگی ہوئی تھی۔شیو کی،بہتر کپڑے پہنے اور پھر نکل کھڑا ہوا۔اسی انٹرنیٹ کیفے میں پہنچا۔چیک کیا تو حنا کا جواب نہیں آیا تھا۔دوبارہ ای میل کی۔

پہلی دفعہ انٹرنیٹ والے نے پیسے نہیں لئے تھے۔اس دفعہ میں نے اسے پہلے ہی بتادیا تھا کہ پیسے لینے ہوں گے۔میں اسے پیسے دینے گیا تو پوچھنے لگا کہ فون ہوا کہ نہیں۔میرے نفی میں جواب پراس نے قریب بیٹھے آدمی سے بات کی اور اس نے اثبات میں سر ہلادیا اور میرے ساتھ چلا۔ایک شخص کے پاس انٹرنیشنل سم تھی۔وہاں سے فون ہوگیا۔اوراس کے ساتھ ہی جان میں جان آئی اور ہر چیز حسین لگنے لگی۔

ایک جگہ سے برگر خریدا اور کمرے میں آگیا۔پانی پینے کے لئے فرج کھولا تو وہ کھانے پینے کی اشیا سے بھرا پڑا تھا۔میں اکیلا تو کیا چار اور لوگ بھی پیٹ بھر سکتے تھے۔خوب شکم سیری کی۔نماز پڑھی

اور سو گیا۔ آنکھ کھلی تو عشا کا وقت ہو رہا تھا۔